إرشاد من وقع في الوهم والحيرة في زكاة الحلي

بمقطع من لم يستوعب المسألة وتكلم بدون التثبت والتحري

سونے اور چاندی کے زیورات میں زکاۃ کا حکم؟

از قلم:

شیخ ابو احمد کلیم الدین یوسف مدنی حفظہ اللہ

(جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کسی بھی مسئلہ میں اختلاف کا پایا جانا فطری اور بدیہی امر ہے، کیونکہ نصوص شرعیہ کے فہم، اس سے استنباط واستدلال میں سب یکساں نہیں ہوتے، اور ہر کوئی استنباط واستدلال میں درستگی کو پہنچے یہ ضروری بھی نہیں، اس لئے منہج سلف یہی ہے کہ شرعی مسائل میں جو مختلف فیہ اقوال ہیں ان میں سے اس قول کو لیا جائے جو سنت کے موافق ومطابق اور أقرب الی الصواب ہو۔

حالیہ دنوں میں استعمال ہونے والے زیور کی زکاۃ کا مسئلہ کافی زور پکڑا ہوا ہے، آیئے مندرجہ ذیل سطور میں ہم دیکھتے ہیں کہ دلائل کی روشنی میں صحیح موقف کیا ہے؟

استعمال ہونے والے زیور کی زکاۃ کے سلسلے میں علماء کے مابین کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔

مختصر یہ کہ اس مسئلہ میں اجمالاً دو قول ہے۔

① **پہلا قول:** بعض صحابہ، تابعین اور امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں کے زیور میں زکاۃ نہیں ہے۔

② **دوسرا قول:** بعض صحابہ، تابعین اور امام ابوحنیفہ، ایک قول کے مطابق امام شافعی، ایک روایت کے مطابق امام احمد، ابن المنذر، خطابی، ابن حزم، صنعانی، عبیداللہ رحمانی مبارکپوری، ابن باز، ابن عثیمین رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ زیور میں زکاۃ نکالی جائے گی۔

پہلے رائے کے قائلین کی دلیلیں:

[أ] نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لا زكاة في الحليِ". ترجمہ: زیور میں زکاۃ نہیں ہے۔

لیکن یہ حدیث ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل حجت نہیں ہے، کیوں کہ اس کی سند میں ابراہیم بن أیوب حوراني نامی راوی ہے جسے محدثین کرام نے ضعیف قرار دیا ہے۔

دوسری بات یہ کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول نہیں ہے، بلکہ یہ موقوف روایت ہے یعنی صحابی کا قول ہے۔

٢ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ: "كَانَتْ تلي بَنَاتِ أَخِيهَا يَتَامَى فِي حَجْرِهَا لَهُنَّ الحلي فَلاَ تُخْرِجُ مِنْ حُلِيِّهِنَّ الزَّكَاةِ" [١].

ترجمہ: وہ اپنے بھائی کی یتیم بیٹیوں کو جوان کے زیر سرپرستی تھیں انہیں وہ زیور پہناتی تھیں اور ان زیورات کی وہ زکاۃ نہیں نکالتی تھیں۔

٣ نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اپنی بیٹیوں کو زیورات پہناتے تھے لیکن وہ ان زیورات کی زکاۃ نہیں نکالتے تھے [٢]۔

✷ مذکورہ دلیلوں سے پتہ چلتا ہے کہ زیورات میں زکاۃ نہیں، اور یہ موقف بعض صحابہ کا ہے، اس سلسلے میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔

دوسری رائے کے قائلین کی دلیلیں:

١ اللہ رب العالمین نے فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ [التوبة:٣٤]

ترجمہ: اور جو لوگ سونے اور چاندی کو کنز بناتے ہیں یعنی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔

✷ اس آیت میں ہر قسم کا سونا اور چاندی داخل ہے، چاہے وہ تجارت کی غرض سے خرید ا گیا سونا ہو یا پھر استعمال کی غرض سے خریدے گئے سونے کے زیورات۔ اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ سونے کے زیورات اس آیت سے مستثنیٰ ہیں۔

---

[١] موطا امام مالک، رقم: ٦٧٣، مسند الشافعي: رقم: ٦٢٥ کئی اہل علم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اسنادہ صحیح جدا''۔ ((آداب الزفاف: ١٩٢))

[٢] موطا امام مالک، رقم: ٦٧٤

۲ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: " مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ، وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ، فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ، فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ، وَجَبِينُهُ، وَظَهْرُهُ، كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيَرَى سَبِيلَهُ: إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ "[۱].

ترجمہ: اگر کوئی کوئی سونے یا چاندی والا (یا اس کا مالک) اس کی زکوۃ نہیں نکالتا تو بروز قیامت آگ کی گرم تختیوں سے اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ داغے جائیں گے، اور جب جب وہ تختی ٹھنڈی ہوگی پھر سے اسے گرم کیا جائے گا اور یہ عمل جاری رہے گا یہاں تک کہ اللہ رب العالمین اپنے بندوں کے مابین فیصلہ کردے، پھر اس کے بعد اس شخص کا فیصلہ ہوگا، یا تو وہ جہنم جائے گا یا پھر جنت کی راہ لے گا۔

✷ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جو سونے چاندی والے زکاۃ نہیں نکالتے ان کا انجام بہت ہی خطرناک ہوگا، اور جن خواتین کے پاس زیورات ہیں انہیں بھی سونے یا چاندی والی یا اس کی مالک ہی کہا جائے گا، کیوں کہ وہ ان کی ملکیت ہے اور ان کا مال ہے۔

۳ ایک خاتون اپنی بیٹی کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی، اس خاتون کی بیٹی نے سونے کے دو موٹے موٹے کنگن پہن رکھے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "أَتُعْطِينَ زَكَاةَ هَذَا؟". قَالَتْ: لَا. قَالَ: "أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللَّهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ؟". قَالَ: فَخَلَعَتْهُمَا فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ: هُمَا لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِرَسُولِهِ[۲].

ترجمہ: کیا تم اس کی زکاۃ نکالتی ہو؟ تو اس خاتون نے کہا کہ نہیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہیں بروز قیامت اللہ رب العالمین ان دو کنگن کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے تو کیا تمہیں اچھا لگے گا؟ اس خاتون نے جیسے ہی یہ وعید سنی فوراً دونوں کنگن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دی اور کہنے لگی کہ یہ اللہ

---

۱ صحیح مسلم، رقم: ۹۸۷

۲ سنن أبي داود، رقم: ۱۵۶۳، حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: "اسنادہ قوي"، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

اوراس کے رسول کیلئے ہے۔

[٤] عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى فِي يَدَيَّ فَتَخَاتٍ مِنْ وَرِقٍ، فَقَالَ: "مَا هَذَا يَا عَائِشَةُ". فَقُلْتُ: صَنَعْتُهُنَّ أَتَزَيَّنُ لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: "أَتُؤَدِّينَ زَكَاتَهُنَّ؟". قُلْتُ: لَا، أَوْ مَا شَاءَ اللهُ، قَالَ: "هُوَ حَسْبُكِ مِنَ النَّارِ" [١].

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے اور میرے ہاتھ میں چاندی کی بڑی بڑی انگوٹھیاں دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ یہ کیا ہے؟ تو میں نے کہا کہ میں نے آپ کی خاطر یہ بناؤ سنگار کیا ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس کی زکاۃ نکالتی ہو؟ تو میں نے کہا کہ نہیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تو (زکاۃ نہ نکالنے والوں کیلئے) جہنم کی آگ ہے۔

[٥] ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: كنتُ أَلْبَسُ أَوْضَاحًا مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَكَنْزٌ هُوَ؟ فَقَالَ: "مَا بَلَغَ أَنْ تُؤَدَّى زَكَاتُهُ فَزُكِّيَ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ" [٢].

ترجمہ: میں سونے کی ہار پہنا کرتی تھی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول! کیا یہ کنز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو زکاۃ کی مقدار کو پہونچ جائے اور اس کی زکاۃ ادا کردی جائے تو وہ کنز نہیں ہے''۔

✶ امام ابن باز رحمہ اللہ اس حدیث کو پیش کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ: ''اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہ سے یہاں یہ نہیں کہا: ''ليس في الحلي زكاة''۔ کہ زیورات میں زکاۃ نہیں'' [٣]۔

[٦] عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''لا بأسَ بلُبْسِ الحُلِيِّ إذا أُعطِيَتْ زكاتُه'' [٤]۔ (سونے، چاندی

---

[١] سنن ابی داود، رقم: ۱۵۶۵، اس حدیث کو ابن حجر، ابن القطان، عینی، ہیتمی مکی، علامہ البانی رحمہم اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ ان میں اکثر علماء نے صحیح کے شرط پر قرار دیا ہے۔

[٢] سنن أبي داود، رقم: ۱۵۶۴، ابن قطان، امام نووی، امام ابن الملقن، امام سیوطی نے اسے حسن قرار دیا ہے، امام ذہبی کہتے ہیں ''ما أرى به بأسا''، اسی طرح امام ابن باز رحمہ اللہ اسے صحیح اور ثابت مانتے ہیں۔ علامہ البانی کہتے ہیں: اس حدیث میں صرف وہ ٹکڑا حسن ہے جو مرفوع ہے۔

[٣] مجموع فتاویٰ ابن باز: ۱۴/ ۱۰۳

[٤] الأموال لأبي عبيد، رقم: ۹۲۶، ابن الملقن نے ''البدر المنیر: ۵/ ۵۸۳'' میں اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے، اور امام ابن حجر ''التلخیص: ۲/ ۶۴۷'' رکھتے ہیں: ''له ما يقويه''۔

کے)زیورات پہننے میں کوئی حرج نہیں، اگر اس کی زکاۃ نکالی جائے۔

☑ **مذکورہ آیت واحادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دوسری رائے صحیح ہے، یعنی زیورات میں زکاۃ فرض ہے، کیوں کہ سونے اور چاندی کے زیورات آیت و حدیث کے عموم میں داخل ہیں، نیز دوسری احادیث میں نبی اکرم ﷺ نے باضابطہ زیور کی زکاۃ نکالنے کا حکم دیا ہے اور نہ نکالنے والوں کو سخت وعید سنائی ہے۔**

ایک شبہہ کا ازالہ:

یہاں پر کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ بعض صحابہ کرام جیسے عبداللہ بن عمر، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما جمیعا سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ یہ لوگ سونے اور چاندی کے زیورات میں زکاۃ کے قائل نہیں تھے، نیز زیورات کی زکاۃ بھی نہیں نکالتے تھے۔

✷ **تو جواباً عرض یہ ہے** کہ جس طرح مذکورہ صحابہ کرام سے زکاۃ نہ نکالنے کا ثبوت ہے اسی طرح بعض صحابہ کرام جیسے: عبداللہ بن مسعود [1]، عمرو بن العاص [2]، اور ایک روایت کے مطابق عائشہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے زکاۃ نکالنے کا ثبوت بھی موجود ہے، اور کسی مسئلہ میں صحابی کا قول اسی وقت حجت ہو سکتا ہے جب وہ؛

(أ)-احادیث کے مخالف نہ ہوں۔

(ب)- نیز صحابی کے قول کی مخالفت خود صحابہ میں سے کسی نے نہ کی ہو۔

(ج)-اور صحابی کا وہ قول صحیح سند سے ثابت ہو۔

---

[1] سنن دارقطنی، رقم: ۱۹۵۹

[2] سنن دارقطنی، رقم: ۱۹۵۷

✷ **محترم قارئین!** اگر آپ یہاں پر غور کریں گے تو پتہ چلے گا کہ جو صحابہ زیورات میں زکاۃ کے قائل نہیں ہیں ان کا یہ قول نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح حدیث کے خلاف ہے، نیز یہ کہ دیگر صحابہ کرام نے بھی ان کی مخالفت کی ہے تو ایسی صورت میں صحابی کے قول کو حجت بنانے کا جواز نہیں رہ جاتا۔

دوسری جانب دیکھیں کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے زیورات میں زکاۃ نکالنے کی بات کہی ہے ان کا یہ قول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے موافق ہے، اس لئے دلائل کی روشنی میں زیورات کا زکاۃ نکالنا ہی راجح ہے۔

✷ **قارئین کرام!** گذشتہ سطور میں آپ نے ملاحظہ کیا کہ اس مسئلہ میں شدید اختلاف ہے، اور اختلاف کے وقت شریعت نے امت کو جو نسخہ کیمیا بتایا ہے، جس سے اختلافات بآسانی ختم ہوجائیں وہ عظیم نسخہ مندرجہ ذیل آیت میں موجود ہے۔

اللہ رب العالمین نے فرمایا: ﴿فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ [النساء:٥٩]

آیت کا مفہوم: اگر کسی چیز میں تمہارے درمیان تنازع اور اختلاف ہوجائے تو تم اسے اللہ اور اس کے رسول کی عدالت میں پیش کردو، کیوں کہ کسی بھی اختلافی مسئلہ کا حل کتاب وسنت میں تلاش کرنا ایمان باللہ اور ایمان بالیوم الآخر کی دلیل ہے، نیز انجام کے اعتبار سے بھی بہت اچھا ہے۔

مذکورہ آیت کی روشنی میں اگر اس اختلافی مسئلہ کو ہم اللہ اور اس کے رسول کی عدالت میں پیش کرتے ہیں تو زیورات میں زکاۃ نکالنے کا حکم ملتا ہے، جیسا کہ اوپر احادیث گذری۔

✷ اگر کوئی یہ کہے کہ زیورات میں زکاۃ کا مسئلہ اختلافی ہے، کوئی ایک صورت راجح نہیں ہے۔

پھر بھی زکاۃ نکالنا ہی زیادہ احتیاط کا تقاضا ہے، کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ

اسۡتَبۡرَ أَلِدِينِهِ وَعِرۡضِهِ "[1]. جو اختلافات سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کی حفاظت کرلی۔

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "دَعۡ مَا یَرِیبُكَ إِلَى مَا لَا یَرِیبُكَ"[2]. شک والے کام کو چھوڑ کر یقین والا کام کرو۔

☑ **مذکورہ مسئلہ میں اختلاف کی وجہ سے عام آدمی اس شش وپنج میں رہ جاتا ہے کہ وہ زکاۃ نکالے یا نہ نکالے، اس تردد سے بچنے کا واحد راستہ ہے کہ وہ زکاۃ نکال دے، کیوں کہ زکاۃ نکالنے کی صورت میں وہ بالکل مطمئن ہوجائے گا اور اس کے دل میں تردد اور شکوک وشبہات کا شائبہ تک نہیں رہے گا، لیکن اگر وہ زکاۃ نہیں نکالتا ہے تو اس دل میں تردد کچوکے لگاتی رہے گی، اور اس کا نفس اس سے یہ سوال کرتا رہے گا کہ تم نے بعض علماء کے قول کا سہارا لے کر زکاۃ نہیں نکالی، جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح حدیث تمہارے سامنے موجود تھی۔**

✷ اور جب زیورات کی زکاۃ نکالنے کے سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی احادیث ثابت ہوں تو پھر کسی کیلئے کوئی حجت اور دلیل باقی نہیں رہ جاتی، نیز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کے مقابلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے قول کو نہیں لیا جاسکتا، تو پھر دیگر علماء کرام کے اقوال کو کیسے لیا جاسکتا ہے؟ اور ہم اہل حدیثوں کا یہی منہج ومسلک ہے کہ:

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار　　مت دیکھ کسی کا قول وقرار

✷ اخیر میں ان لوگوں سے درخواست ہے جو عالم کی لسٹ میں شامل ہونے کی زبردستی کی کوشش کر رہے ہیں کہ جب آپ نے مفتی اعظم مملکت سعودی عربیہ اور شیخ صالح الفوزان حفظہما اللہ کے قول کی بنیاد پر ویڈیو بنائی اور زیور میں عدمِ وجوبِ زکاۃ کے قول کو پھیلانے کی ذمہ داری اپنے کندھے پر لی،

---

[1] سنن دارقطنی، رقم: ۱۹۵۹

[2] جامع ترمذی، رقم: ۲۵۱۸، علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

تو وہیں پر شیخ ابن باز اور شیخ ابن عثیمین شیخ البانی، شیخ محمد الامین الشنقیطی (صاحب أضواء البیان)وغیرہم رحمہم اللہ کا موقف بھی بیان کردیتے کہ وہ لوگ اس مسئلے میں کیا کہتے ہیں۔

اور مان لیا جائے کہ آپ ان علماء کے اقوال کی روشنی میں لوگوں تک حق پہنچانے کی جستجو کررہیں تو کل ہو کر کچھ اور ویڈیوز بنائیں جس میں یہ ذکر کریں کہ طلاق ثلاثہ کے سلسلے میں مفتی اعظم کی کیا رائے ہے، نیز رکعات تراویح کے سلسلے میں مفتی اعظم حفظہ اللہ کی کیا رائے ہے؟

محترم علماء اس مسئلے میں بولنے کیلئے کافی ہیں، اس لئے علماء کی ذمہ داری انہی کو ادا کرنے دیں بے جا مداخلت اچھی بات نہیں، نیز امت کا رشتہ علماء سے جڑا رہنے دیں، یوں بے سر و پا کی ویڈیو سے امت کو تردد میں نا ڈالیں، نیز کسی بھی اختلافی مسئلہ کا عمیق مطالعہ کیا جائے، اس سلسلے میں علماء کے اقوال کو پڑھا جائے، اور پھر دلائل کی روشنی میں جو راجح بات نکل کر سامنے آتی ہو اسے امت کے سامنے سہل انداز میں رکھا جائے، یہی منہج اہل حدیث کی پہچان ہے، نیز منہج اہل حدیث کی یہی وہ خصوصیت ہے جو دیگر مکاتب فکر سے اسے ممتاز اور نمایاں کرتی ہے۔

اللہ رب العالمین ہم سبھوں کو صحیح سمجھ عطا کرے، اور ہمارے اعمال کو قبول فرمائے۔

واللہ اعلم بالصواب



بتاریخ: ۲۰/رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ، مطابق: ۲۶/مئی ۲۰۱۹ء